قبل اسلام اور بعد اسلام- عورت کا مقام کا موازنہ

Pre-Islam and Post-Islam - Women's Status Comparison

DOI: 10.5281/zenodo.10575633

*Salma Khanum
**Durdana Farooq
***Qayam ullah

Absract:

By the grace and grace of Allah, Raqim has made a practical review of the subject of "the status of women before Islam and after Islam" in the light of the Qur'an, hadiths and the sayings of commentators. It was like this. In the era of Jahiliyyah, women were deprived of all rights, neither were they given the right in inheritance, nor in common life, as it happened that when a woman's husband married her, she was not allowed to remarry. And in the same way, she buried her daughters alive. But when Islam came, in the form of the Holy Prophet (PBUH), he abolished all oppressions, i.e. customs and rituals, gave women the right to inherit, and empowered women in the form of marriage, and gave women the right to divorce, that is, Islam gave many things to women, which were not given to women before Islam.

Keyword: *practical review. Divorce. marriage, Qur'an, women*

تعارف:

اسلام سے قبل یعنی زمانہ جاہلیت میں اور اسلام کے بعد عورتوں کے حقوق کا موازنہ ،اس میں ذکر ہیں مخلف جہات سے قرآن،احادیث اور مفسرین کے اقوال کے روشنی میں ذکر کیا ہے۔اور صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیا ہے وہ پوری عالم میں کسی مذہب نے نہیں دیا۔ اسلام نے حقوق کی ادائیگی اور عدل و مساوات کے قیام کو بڑی اہمیت دی ہے،اسلام نے انسان وحیوان، مسلم وغیر مسلم،مرد وعورت،امیر وغریب، چھوٹے بڑے،حاکم ومحکوم،اوراعلی وادنی ہر ایک کے حقوق کو جس قدر بسط وتفصیل سے بیان کیا ہے، پورے عالم کا کوئی مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا اور نہ اس کی برابری وہمسری کر سکتا ہے؛اس لیے کہ اسلام کا آئین وہ آئین ہے جسے احکم الحاکمین اور عالم الغیب والشہادہ نے بنا کر نازل فرمایا ہے، جس کے قول میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔وہ ذات ازل سے لے کر ابد تک کا علم رکھتی ہے،اس لیے اللہ تعالی نے اسلام کے جتنے احکام نازل فرمائے ہیں،سب انسان کے موافق ہیں اور ہر دور اور ہر زمانے کے حالات اور مقتضاء کے عین مطابق ہیں،ابدی ہیں اور دائمی بھی۔

....

* M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar
** M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar
*** M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar

لہٰذا اسلام نے عورتوں اور خواتین کے لیے جو حقوق متعین کیئے ہیں، وہ ان کے حالات، طبیعت اور جسمانی وذہنی ساخت اور جبلت وخلقت کے بالکل موافق ہیں۔ اسلام نے ان کو نہایت ہی بلند وبالا مقام سے نوازا ہے، دیگر اقوام عالم کی طرح ان کو محض خادمہ کی حیثیت نہیں دی، یا ان کو محض تفریحِ طبع کا سامان تصور نہیں کیا ہے؛ بلکہ اسلام نے ان کو معاشرے اور سماج میں باوقار اور باعظمت افراد کے زمرے میں داخل کر کے حقِ مساوات وبرابری کا نظریہ پیش کیا۔

ایک عورت اور خاتون اس کی زندگی کے مختلف مراحل اور ادوار ہوتے ہیں، جب وہ جنم لیتی ہے تو وہ بچی اور لڑکی ہوتی ہے، اسلام نے اس کے حق کو بھی بیان کیا، جب وہ جوان ہوتی ہے، اس کے بھی حق کو بیان کیا، جب شادی ہو کر بیوی بن جاتی ہے تو شریعت نے بیوی کے حق کو بھی بیان کیا، اور اس کے بچہ ہونے کے بعد جب وہ ماں بن جاتی ہے تو اسلام نے ماں کے حقوق کو بھی بیان کیا، جب عورت کا شوہر مر جائے اور وہ بیوہ ہو جائے تو اسلام نے بیوہ کے حق کو بھی بیان کیا، کسی بچی کا باپ مر جاتا ہے اور وہ یتیم ہو جاتی ہے تو اسلام نے اس کے حقوق کو بھی بیان کیا، لہٰذا کوئی مذہب یا قانون تحفظ حقوق خواتین کے بارے میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔

ہم زیر نظر تحریر اور مضمون میں مذکورہ تمام طبقے کی عورتوں اور خواتین کے حقوق کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ سب سے پہلے لڑکی اور بچی کے حقوق کو پیش کرتے ہیں۔

لڑکیوں کے حقوق:

عورتوں پر قسم قسم کے مظالم اور ان کی حق تلفی کی داستان پوری دنیا میں بہت عام رہی ہے؛ لیکن کسی پر اس سے بڑی بربریت نہیں ہو سکتی ہے کہ دنیا میں زندہ رہنے کے حق سے اُسے محروم کر دیا جائے، عربِ جاہلیت میں بعض قبیلوں میں یہ رسم بد اور انتہائی سفاکی والا رویہ رائج تھا کہ بچی کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا تھا۔ اسلام نے سب سے پہلے اس بے رحمی اور سنگ دلی کی بد ترین رسم کو ختم کیا۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جابجا اس کا بیان ہوا ہے؛ چناں چہ اللہ تبارک وتعالی نے سورۂ تکویر کی اس آیت میں ارشاد فرمایا: "وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ.[1]

ترجمہ: اور جب زندہ دفن کی ہوئی (لڑکی) سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں مار ڈالی گئی تھی۔

الموٴدۃ: اس لڑکی کو کہتے ہیں جو زندہ دفن کر دی جائے۔ یہ رسم شرفاءِ عرب میں بھی پھیلی ہوئی تھی، یہ رواج ہندوستان میں بھی رہا ہے، راجپوتوں اور بعض دوسری ذاتوں اور برادریوں میں اور بعض دوسرے ملکوں میں بھی۔[2]

حضرت مفتی محمد شفیعؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''جاہلیت عرب میں یہ رسم تھی کہ لڑکی کو اپنے لیے موجبِ عار سمجھتے تھے اور

زندہ ہی اس کو دفن کر دیتے تھے، اسلام نے یہ رسم بد مٹائی، اس آیت میں قیامت و محشر کے حالات کے بیان میں ارشاد ہوا کہ جب اس لڑکی سے سوال کیا جائے گا، جس کو زندہ در گور کر کے مار دیا گیا تھا، ظاہر الفاظ سے یہ ہے کہ مقصود اس سے سوال کرنے کا یہ ہے کہ یہ اپنی بے گناہی اور مظلوم ہونے کی پوری فریاد بارگاہِ رب العزت میں پیش کرے گی؛ تاکہ اس کے قاتلوں سے انتقام لیا جا سکے۔[3]

لڑکیوں کو زندہ دفن کیوں کرتے تھے؟

عرب میں بچیوں اور لڑکیوں کو پیدائش کے بعد زندہ مار دینے اور دفن کر دینے کے مختلف اسباب تھے، ان میں سب سے بڑی وجہ تنگ دستی، مفلسی اور ناداری تھی، جس کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے:

وَلَاتَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ، نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ، إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا-[4]

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو، ہم ہی ان کو بھی روزی دیتے ہیں اور تم کو بھی، بے شک انھیں مار دینا بہت بڑا جرم ہے۔

اور سورۂ انعام میں بیان ہوا: وَلَاتَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ، نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ.[5]

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو افلاس (کے خیال) سے ہلاک مت کر دیا کرو، ہم ہی تم کو بھی روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی۔

دوسری وجہ: رشتۂ دامادی کو عار سمجھنا یعنی کسی کو داماد بنانے کو وہ اپنے لیے عار تصور کرتے تھے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ:

عرب میں رسم تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگ دلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑ دیتا تھا، بعض تو تنگ دستی اور شادی بیاہ کے اخراجات کے خوف سے یہ کام کرتے تھے اور بعض کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی کسی کو دیں گے تو وہ ہمارا داماد کہلائے گا۔ قرآن نے آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہو گا کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا، یہ مت سمجھنا کہ ہماری اولاد ہے، اس میں ہم جو چاہیں تصرف کریں؛ بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور سنگین ہو جاتا ہے۔[6]

تیسرا سبب: ان کا یہ نظریہ بھی تھا کہ عورت مال کماتی نہیں ہے؛ اس لیے اس کو زندہ رہنے کا بھی حق نہیں ہے۔

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

متعدد جاہلی قوموں کا نظریہ رہا ہے کہ افراد کا سبب چوں کہ عورتوں میں نہیں، صرف مردوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں، اس لیے عورت کو قومی دولت میں شرکت کا اور اسے زندہ رہنے کا ہی کوئی حق نہیں۔ عرب جاہلی میں بھی یہی نظریہ عام تھا۔[7]

چوتھا سبب : بعض عرب کا یہ نظریہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں؛ لہٰذا اپنی ان بیٹیوں کو مار کر فرشتوں کے ساتھ لاحق کردو، اللہ ہی ان لڑکیوں کا زیادہ حق دار ہے۔

پانچواں سبب : قید کیے جانے کا خوف، ان کا یہ خیال بھی تھا کہ اگر جنگ ہوئی دشمن تو ان لڑکیوں کو قید کرلے گا اور ان کو باندی بنالے گا؛ اس لیے ان کو پیدائش کے بعد ہی دفن کردو۔ ان دونوں اسباب کو تفسیر قرطبیؔ میں اس طرح بیان کیا ہے:

"وكَانُوا يَدفنونَ بناتِهم أحياءً لخصلتينِ، إحداهما كانوا يقولونَ: إنَّ الملائكةَ بناتُ اللّهِ، فألحقُوا البناتِ به، الثانيةُ إما لمَخافةِ الحاجةِ والإملاقِ، وإمَّا خوفاً منَ السبيِ والاسترقاقِ"[8]

ترجمہ: اہل عرب اپنی لڑکیوں کو دو وجہوں سے زندہ دفن کردیتے تھے۔ ایک وجہ یہ تھی، وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں؛ لہٰذا ان بیٹیوں کو بھی اللہ کو سپرد کردو، وہی ان کا زیادہ مستحق ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی یا تو وہ حاجت اور مفلسی تھی، یا پھر قید اور باندی بنائے جانے کا خوف۔ یعنی اگر جنگ ہوگی تو دشمن ان کو گرفتار اور قید کرکے غلام و باندی بنالیں گے؛ اس لیے ان کو بچپن ہی میں قتل کردو۔

لڑکی کو زندہ دفن کرنے کا دل دوز منظر:

جاہلیت عرب میں جب کسی کی لڑکی پیدا ہوتی اور اس کا ارادہ یہ ہوتا کہ اس کو زندہ رکھا جائے، مارا نہ جائے تو جب وہ بڑی ہوتی، اس کو اون یا بال کا بنا ہوا کپڑا پہنا دیتا اور اس کو جنگل میں لے جاکر بکریاں چرانے کے لیے چھوڑ دیتا، وہ اس کی بکریاں چراتی اور اگر وہ اس کو مار ڈالنے کا ارادہ رکھتا تو اس کو چھوڑ دیتا، یہاں تک کہ جب وہ بچی چھ سال کی عمر کو پہنچتی تو وہ اس کی ماں سے کہتا کہ اس کو اچھے کپڑے پہنادو، میں اسے لے کر رشتے دار کے ہاں جاؤں گا؛ جب کہ وہ پہلے ہی اس کے لیے ایک کنواں جنگل و صحرا میں کھود کر رکھتا تھا، پس وہ اس کو لے کر اس کنواں کے پاس جاتا اور اس بچی سے کہتا، اس کنواں کو دیکھو، پھر وہ اس کو پیچھے سے دھکا دے کر اس میں گرا دیتا اور اس پر مٹی ڈال کر کنوے کو پاٹ دیتا اور زمین کے برابر ہموار کردیتا۔

" كان الرجل إذا ولدت له بنت فأراد أن يستحييها: ألبسها جبة من صوف أو شعر ترعى له الإبل والغنم في البادية، وإن أراد قتلها تركها حتى إذا كانت سداسية فيقول لأمها: طيبها وزينها، حتى أذهب بها إلى أحمائها، وقد حفر لها بئرا في الصحراء، فيبلغ بها البئر فيقول لها: انظري فيها، ثم يدفعها من خلفها ويهيل عليها، حتى تستوي البئر بالأرض."[9]

حضرت عمرؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ قیس بن عاصمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زمانۂ جاہلیت میں چند لڑکیوں کو زندہ دفن کردیا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے: آٹھ

لڑکیوں کو۔ایک روایت میں ہے: بارہ لڑکیوں کو۔ زندہ دفن کر دیا تھا۔(اس کا کیا کفارہ ادا کروں؟) آپ نے فرمایا: ہر لڑکی کی طرف سے ایک غلام آزاد کرو، قیس بن عاصم نے کہا: یارسول اللہ! میں اونٹوں والا آدمی ہوں، میرے پاس اونٹ ہیں (کیا اونٹ صدقہ کردوں؟) آپ نے فرمایا: ہر لڑکی کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کر کے صدقہ کردو۔

" وقال عبد الرزاق: أخبرنا إسرائيل عن سماك بن حرب عن النعمان بن بشير عن عمر بن الخطاب في قوله تعالى: وإذا الموؤدة سئلت قال: جاء قيس بن عاصم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله إني وأدت بنات لي في الجاهلية قال: «أعتق عن كل واحدة منهن رقبة» قال: يا رسول الله إني صاحب إبل قال: «فانحر عن كل واحدة منهن بدنة"[10]

بیٹی کی پیدائش کو منحوس تصور کرنا:

عرب کے بعض قبیلے میں بیٹی کی پیدائش کو اس قدر منحوس سمجھتے تھے کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی ولادت کی خبر دی جاتی تو وہ نہایت غم زدہ اور کبیدہ خاطر ہوتا، مارے شرم کے اس کا چہرا کالا پڑ جاتا، اللہ تعالی نے ان کے اس افسوس ناک رویہ کی قرآن کریم میں اس انداز سے منظر کشی کی ہے: وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُہُمْ بِالْأُنْثٰى ظَلَّ وَجْہُهُ مُسْوَدًّا وَ ہُوَ كَظِيْمٌ، يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِهِ، أَيُمْسِكُهُ عَلٰى ہَوْنٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ، أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۔[11]

ترجمہ: اور ان میں سے جب کسی کو بیٹی کی (پیدائش) کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرا سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے۔اس خوش خبری کو برا سمجھ کر لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) ذلت برداشت کر کے اُسے اپنے پاس رہنے دے، یا اسے زمین میں گاڑدے۔ دیکھو! اس نے کتنی بری باتیں طے کر رکھی ہیں۔[12]

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا تحریر:

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ مذکورہ آیت کے فوائد تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: یعنی ان میں سے کسی کو اگر خبر دی جائے کہ تیرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو نفرت و غم سے تیوری چڑھ جائے اور دن بھر ناخوشی سے چہرہ بے رونق اور دل گھٹتا رہے کہ یہ ناشدنی مصیبت کہاں سے سر پر آئی۔ اور رسمی ننگ و عار کے تصور سے کہ لڑکی زندہ رہی تو کسی کو داماد بنانا پڑے گا، لوگوں کو منہ دکھانا نہیں چاہتا اور ادھر ادھر چھپتا پھرتا ہے اور شب و روز ادھیڑ بن میں لگا ہوا ہے اور تجویزیں سوچتا ہے کہ دنیا کی عار قبول کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے، یا زمین میں اتار دے یعنی ہلاک کر ڈالے، جیسا کہ جاہلیت میں بہت سے سنگ دل لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے۔ اسلام نے آکر اس رسم قبیح کو مٹایا اور ایسا قلع قمع کیا کہ اسلام کے بعد سارے ملک میں اس بے رحمی کی ایک بھی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔[13]

مولانا عبدالماجد دریابادی تحریر فرماتے ہیں:

عرب میں قبیلۂ تمیم اس بلا میں خاص طور پر مبتلا تھا؛ لیکن دنیا کی تاریخ میں اور بھی مشرک قوموں نے بہ کثرت اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا، ہٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ'' میں ہے: دختر نوزاد کو دفن کر دینے کا دستور بہت عام رہا ہے۔

دختر کشی کے اسباب و محرکات دوگانہ تھے، کہیں تو لڑکی کا وجود باعث عار سمجھتے تھے اور شرم وحیا کے مارے اسے مار ڈالتے تھے اور کہیں اس کے بار مصارف کے خیال سے۔[14]

آج بھی ہمارے معاشرے اور سماج میں بعض لوگ لڑکی کی پیدائش کو تنگ نظری سے دیکھتے ہیں، یا پے در پے بیٹی کی پیدائش کو اپنے لیے باعثِ صعوبت سمجھتے ہیں، بعض نادان تو اس سے جھنجھلا کر اپنی بیوی ہی کو طلاق دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں جب کہ: لڑکی پیدا ہونے کو مصیبت وذلت سمجھنا جائز نہیں، یہ کفار کا فعل ہے، جاہلیت کی بری رسم ہے، مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور اس کے بالمقابل جو اللہ کا وعدہ ہے اس پر مطمئن اور مسرور ہونا چاہیے''۔[15]

1۔لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت:

اسلام نے جہاں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے اور ان کو حقیر وذلیل کرنے کی مذمت بیان کی ہے اور اس پر سخت روک لگائی ہے، وہیں ان کی پرورش کرنے پر فضیلت کو بھی اجاگر کیا ہے۔اس سلسلے کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

ا۔حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنَ كَانَ له ثلاثُ بناتٍ، أو ثلاثُ أخواتٍ، أو البنتانِ، أو أختانِ، فأحسنَ صُحبتَهُنَّ، واتقى اللّٰه فيهنّ دخلَ الجنةَ۔[16]

ترجمہ: جس شخص کی تین لڑکیاں، یا تین بہنیں ہوں، یا دو لڑکیاں، یا دو بہنیں ہوں اور اس نے اچھی طرح ان کی دیکھ بھال کیا اور پرورش کی اور ان کے بارے میں اللہ سے ڈرا یعنی اللہ سے ڈرتے ہوئے ان کے حقوق کو ادا کیا اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

۲۔حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ كُنَّ له ثلاثُ بناتٍ، أو ثلاثُ أخواتٍ فَاتَّقَى اللّٰهَ فيهنَ، وأقامَ عليهنّ، كانَ في الجنةِ مَعِي هكذا، وَأَوْمَأَ بالسَبَّاحَةِ وَالْوُسطىٰ۔[17]

یعنی جس کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں، پس وہ ان کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرا اور ان کی پرورش کی تو وہ جنت میں اس طرح رہے گا اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا۔یعنی قرب اور اتصال کو ظاہر کرنے کے لیے انگشتِ شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر دکھایا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب اور متصل ہیں اسی طرح وہ شخص اور میں جنت میں قریب ہوں گے۔

۳ (حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حتى تبلُغا جاءَ يومَ القيامةِ أَنَا وهو، وضَمَّ أصابعه۔(مسلم حدیث نمبر:۱۴۹-۲۶۳۱، باب فضل الاحسان إلی البنات)
جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ بلوغ کی حد تک پہنچ جائیں (یا شادی بیاہ کے بعد اپنے خاوند کے پاس چلی جائیں) تو میں اور وہ قیامت کے دن ایک ساتھ ہوں گے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

۴ (حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی، اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں، اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میں نے اپنے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہیں پایا، میں نے وہ کھجور اس کو دیدی، اس نے اس کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ایک ٹکڑا اپنی دونوں لڑکیوں کو دیدیا، پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی، کچھ دیر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو میں نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: من بلي من هؤلاء البنات فأحسن إليهن كن له سترا من النار۔ یعنی جو شخص ان لڑکیوں کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیا گیا یعنی اس پر بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی (اور اس نے اس ذمہ داری کو ادا کیا) اور اس نے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا تو یہ بیٹیاں ان کے لیے جہنم سے بچاؤ کا سامان ہوں گی۔[18]

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ وُلِدَتْ له ابنةٌ فَلَمْ يَئِدْهَا، ولم يُهِنْهَا، ولم يُؤثِرْ ولدَه عليها يعنى الذكورَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الجنةَ۔ (مصنف ابن أبي شيبة حدیث نمبر: ۲۵۴۳۵۔ مسند أحمد حدیث: ۱۹۵۷)

ترجمہ: جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو، پھر اس نے نہ اس کو زندہ دفن کیا، نہ اس کی توہین کی اور نہ اس نے محبت اور برتاؤ میں لڑکوں کو اس پر ترجیح دی (اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا جیسا کہ لڑکوں کے ساتھ کیا) تو اللہ تعالی لڑکی کے ساتھ اس حسن سلوک کے صلے میں اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

۶۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من كان له ثلاثُ بناتٍ، أو ثلاثُ أخواتٍ، أوابنتان، أو أختان، فأحسن صحبتَهُنّا، وَاتَّقَى اللّٰهَ فيهِنَّ فَلَهُ الجنّةُ. (رواه الترمذى) وفى رواية أبى داوٗد:- مَنْ عَالَ ثلاثَ بناتٍ فأدَّبَهُنَّ وزَوَّجَهُنَّ، و أَحْسَنَ إِلَيهِنَّ فَلَهُ الجنةُ"[19]

ترجمہ: جس بندے کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرا تو اس کے لیے جنت ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ: "جس بندے نے

تین بیٹیوں یا تین بہنوں، یا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش کی، ان کی اچھی تربیت کی اور بلوغ کے بعد ان کا نکاح بھی کر دیا تو اس کے لیے جنت ہے"۔

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ عَالَ ثلاثَ بناتٍ أو مثلَهُنَّ مِنَ الأخواتِ فأدّبهن ورَحِمَهن حتى يُغنيهنَّ اللّٰه أَوجَبَ اللّٰهُ لَهُ الجنّةَ، فقال رجلٌ: يا رسولَ اللّٰهِ! أو اثنتينَ، قال: أو اثنتينِ، حتى لو قالوا: وواحدةً، لقال واحدةً"[20]

ترجمہ: جو شخص تین بیٹیوں، یا ان ہی کی طرح تین بہنوں کی پرورش کرے، پھر ان کی تربیت کرے اور ان کے ساتھ پیار و شفقت کا برتاؤ کرے؛ یہاں تک کہ اللہ ان کو بے پرواہ اور بے نیاز بنادے (یعنی وہ بڑی ہو جائیں اور ان کی شادی کر دی جائے) تو اللہ تعالی اس کو جنت کا مستحق گردانتا ہے۔ یہ سن کر ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش پر بھی یہی اجر وثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، دو پر بھی یہ اجر ملے گا۔ حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ اگر صحابہ ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں بھی سوال کرتے تو آپ یہی جواب دیتے کہ ہاں، ایک پر بھی یہی اجر ملتا ہے۔

2۔ بالغہ لڑکی کے حقوق:

جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو والدین پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس کی شادی کرادے۔ حضرت ابو سعید اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ وُلِدَ لَه وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ إسمَه وأَدَبَه، فَإذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْه، فَإذَا بَلَغَ فَلَمْ يُزَوِّجْه فَأَصَابَ إِثْماً فَإنّمَا إِثْمُه علَى أَبيه"[21]

ترجمہ: جس کو اللہ تعالی اولاد دے (لڑکی ہو یا لڑکا) تو چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو اچھی تربیت دے اور سلیقہ سکھائے، پھر جب وہ سنِ بلوغ کو پہنچے تو اس کے نکاح کا بندوبست کرے اور اس کا نکاح کرادے، اگر (اس نے اس میں کوتاہی کی اور) شادی کی عمر کو پہنچ جانے پر بھی اس کی شادی کا بندوبست وانتظام نہیں کیا اور وہ حرام میں مبتلا ہو گئی تو اس کا باپ اس گناہ کا ذمہ دار ہو گا۔

ملاحظہ کیجیے اس حدیث میں لڑکی یا لڑکا کے لائق شادی ہو جانے پر اس کے نکاح اور شادی کے بندوبست کو بھی باپ کا فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں اس بارے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دوسروں کی تقلید میں نکاح اور شادی کو بے حد بھاری اور بوجھل بنالیا ہے اور ان کے رسم و رواج کی بیڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال لی ہیں۔ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور نکاح و شادی اس طرح کرنے لگیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی اور اپنی صاحب زادیوں کے نکاح کیے تھے تو یہ کام اتنا

ہلکا پھلکا ہو جائے جتنا ایک مسلمان کے لیے جمعہ کی نماز ادا کرنا اور پھر اس نکاح اور شادی میں وہ برکتیں ہوں جن سے ہم بالکل محروم ہو گئے ہیں۔[22]

ایک دوسری حدیث میں، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: إذا خطب إليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه، إن لا تفعلوا، تكن فتنة في الأرض وفساد عريض"[23]

ترجمہ: جب تمہارے پاس کوئی آدمی نکاح کا پیغام بھیجے اور تم اس کی دین داری اور اس کے اخلاق سے مطمئن اور خوش ہو تو (اس کا پیغام منظور کر کے) اس سے نکاح کر دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین پر فتنہ اور فساد برپا ہو گا۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے لڑکی کے گارجین کو خواہ وہ والدین ہوں، یا بھائی ہو، یا چچا وغیرہ ہو، یہ ہدایت دی ہے کہ جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے اور نکاح کے لائق ہو جائے اور اس کا کوئی مناسب اور پسندیدہ رشتۂ نکاح آجائے بایں طور کہ لڑکا دین دار اور بااخلاق ہو تو تم فوراً اس کا نکاح کر دو اور بلا وجہ تاخیر مت کرو اور مصلحت اس میں یہ ہے کہ اگر نکاح نہیں کرو گے تو ممکن ہے کہ وہ بدکاری میں مبتلا ہو جائے جس کی وجہ سے دو خاندانوں میں لڑائی ہو گی، جھگڑا ہو گا، فتنہ وفساد ہو گا اور نوبت کیس و مقدمہ تک پہنچے گی۔ جیسا کہ آج کے معاشرے میں اس کا مشاہدہ بکثرت ہو رہا ہے۔

۳۔ بیوی شوہر کے لیے سرمایۂ راحت وسکون:

اللہ تبارک وتعالی نے نسل انسانی کی بقا اور تاقیامت توالد وتناسل کے سلسلہ کو باقی اور قائم رکھنے کے لیے مرد وعورت کے درمیان رشتۂ ازدواجی کی بنیاد رکھی اور عورتوں (بیویوں) کی تخلیق کی حکمت ومصلحت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ان کو اس لیے پیدا کیا؛ تاکہ شوہر ان سے سکون وراحت حاصل کرے۔ فرمان باری تعالی ہے:

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوْا إِلَيْهَا، وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً، إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔[24]

ترجمہ: اور ان ہی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی بیویاں بنائیں؛ تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت وہمدردی پیدا کر دی۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔

یہ آیت آیاتِ احکام میں بہت اہم ہے اور گویا اسلام کی مجلسی وخانگی نظام زندگی کے لیے سنگ بنیاد ہے۔

یہاں اصولی طور پر تین باتیں بیان ہوئی ہیں:

ا۔ مردوں کو بتایا گیا کہ تمہاری بیویاں تمہاری ہی ہم جنس مخلوق ہیں، ترکیب حیات میں تمہاری ہی مثل، تمہاری ہی جی

سی خواہشیں، جذبات، احساسات رکھنے والی ہیں، مخلوق بے روح نہیں ہے۔

۲۔ان کی غایت آفرینش یہی ہے کہ وہ تمہارے لیے سرمایۂ راحت اور باعث سکون ہوں، تمہارا دل ان سے لگے اُن کا دل تم سے بہلے۔

۳۔تمہارے ان کے تعلقات کی بنیاد ہی باہمی محبت، اور اخلاص وہمدردی ہونا چاہیے۔

اسلام میں عورت مرد کی کنیز نہیں، جیساکہ دوسرے مذہبوں میں ہے، بلکہ اس کی صاحبہ، انیس، رفیق ومصاحب ہے۔[25]

حضرت مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی مذکورہ آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا: یعنی ان کو اس لیے پیدا فرمایا کہ تمہیں ان کے پاس پہنچ کر سکون ملے، مرد کی جتنی ضروریات عورت سے متعلق ہیں ان سب میں غور کیجیے تو سب کا حاصل سکونِ قلب اور راحت واطمینان نکلے گا، قرآن کریم نے ایک لفظ میں ان سب کو جمع کردیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ازدواجی زندگی کے تمام کاروبار کا خلاصہ سکون وراحتِ قلب ہے، جس گھر میں یہ موجود ہے وہ اپنی تخلیق کے مقصد میں کامیاب ہے، جہاں قلبی سکون نہ ہو اور چاہے سب کچھ ہو وہ ازدواجی زندگی کے لحاظ سے ناکام ونامراد ہے۔

ازدواجی زندگی کا مقصد:

اس آیت نے مرد وعورت کی ازدواجی زندگی کا مقصد سکونِ قلب قرار دیا ہے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ طرفین ایک دوسرے کا حق ادا کریں۔ ورنہ حق طلبی کے جھگڑے خانگی سکون کو برباد کردیں گے۔

" وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً: یعنی اللہ تعالی نے زوجین کے درمیان صرف شرعی اور قانونی تعلق نہیں رکھا؛ بلکہ ان کے دلوں میں مودت اور رحمت پیوست کردی، وَدّ اور مودّتُ کے لفظی معنی چاہنے کے ہیں، جس کا ثمرہ محبت والفت ہے، یہاں حق تعالی نے دو لفظ اختیار فرمائے، ایک مودّت، دوسرے رحمت، ممکن ہے اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ مودت کا تعلق جوانی کے اس زمانے سے ہو جس میں طرفین کی خواہشات ایک دوسرے سے الفت ومحبت پر مجبور کرتی ہیں اور بڑھاپے میں جب یہ جذبات ختم ہوجاتے ہیں تو باہمی ہمدردی طبعی ہوجاتی ہے۔ کما ذکرہ القرطبیّ عن البعض۔[26]

خلاصہ بحث:

اللہ تعالی کی فضل وکرم سے راقم "عورتوں کے ساتھ قبل ازاسلام اور بعدازاسلام مقام کاموازنہ" کے موضوع قرآن، احادیث اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں تطبیقی جائزہ لیا ہے۔ جس سے واضح طور پر پتہ چلتاہیں کہ اسلام سے پہلے

عورتوں کے ساتھ کیا رویہ تھا اور اسلام کے بعد عورتوں کے ساتھ کیا رویہ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو ہر طرح کے حقوق سے محروم کرتی تھی نہ میراث میں حق دیتی تھی اور نہ عام زندگی میں جیساکہ اپر گزر گیا کہ جب ایک عورت کی خاوند مر جاتا تو اسے دوسری شادی کی اجازت نہ تھی۔ اور اسی طرح اپنے بچیوں کو زندہ دفن کرتی تھی۔ اسی طرح بہت سے مظالم ڈھائی جاتی تھی عورتوں پر۔ لیکن جب اسلام آیا حضور پاک ﷺ کے شکل میں تو ان سب مظالم یعنی رسم ورواج کو ختم کیا عورتوں کو میراث میں حق دیا اور شادی کی صورت میں عورتوں کو اختیار دیا اور اسی خلع کا حق دیا عورتوں کو یعنی اسلام بہت کچھ دیا عورتوں کو اسلام سے پہلے عورتوں کو نہیں دی جاتی تھی۔

---

[1]- سورت التکویر: ۹،۸

Surat Al-Takwir: 8,9

[2]- حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی، تفسیر ماجدی، سورت تکویر آیر:9،8، ص1157، ناشر: پاک کمپنی اردو بازار لاہور۔

Hazrat Maulana Abd al-Majid Daryabadi, Tafsir Majdi, Surat Takwir Air: 8, 9, p. 1157, Publisher: Pak Company Ardobazar Lahore.

[3]- حضرت مولانا مفتی شفیع، معارف القرآن، سورت تکویر:9،8،: ۶۸۲/۸، ناشر: مکتبہ معارف القران۔

Hazrat Maulanam, Mufti Shafi', Ma'arif al-Qur'an, Surat Takwir: 8,9,: 8/682, Publisher: Ma'rif al-Qur'an Library.

[4]-سورت بنی اسرائیل: ۳۱۔

Surat Bani Israel: 31.

[5]-سورت الأنعام: ۱۵۱۔

Surah Al-An'am: 151.

[6]- شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی، سورت تکویر:9،8، ج3/ص847، ناشر: دار الاشاعت، کراچی پاکستان۔

Sheikh of Islam, Hazrat Mawlana Shabirah Hamad Usmani, Tafsir Usmani, Surat Takwir: 8, 9, vol. 3 / p. 847, publisher: Dar Al-Asha'at, Karachi, Pakistan.

[7]- Maulana Abdul Majid Daryabadi,Tafsir ul Quran, vol 4, P485, Academy of Islamic Reserch and Publication ,india .

[8]- أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671هـ) الكتاب: الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، سورت التكوير، ج19/ص232، تحقيق: أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة، الطبعة: الثانية، 1384هـ - 1964 م

Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Abi Bakr bin Farah Al-Ansari Al-Khazraji Shams Al-Din Al-Qurtubi (died: 671 AH) Book: Al-Jami' li-Ahkam Al-Qur'an = Tafsir Al-Qurtubi, Surat Al-Takwir, vol.

19/p. 232, edited by: Ahmed Al-Baradouni and Ibrahim Tfayesh, Publisher: Dar Al-Kutub Al-Misriyah - Cairo, Second Edition, 1384 AH - 1964 AD

[9]- أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جار الله (المتوفى: 538هـ) الكتاب: الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل،سورت التكوير،ج4/ص708،الناشر: دار الكتاب العربي – بيروت،الطبعة: الثالثة - 1407 هـ

Abu Al-Qasim Mahmoud bin Amr bin Ahmad, Al-Zamakhshari Jar Allah (deceased: 538 AH) Book: Al-Kashshaf 'an Haqiqat An-Nazil, Surat Al-Takwir, vol. 4/p. 708, Publisher: Dar Al-Kitab Al-Arabi - Beirut, Edition: Third - 1407 AH

[10]- أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ) الكتاب: تفسير القرآن العظيم (ابن كثير)سورت التكوير،ج8/ص33،المحقق: محمد حسين شمس الدين،الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون – بيروت،الطبعة: الأولى - 1419 هـ

Abu Al-Fida Ismail bin Omar bin Kathir Al-Qurashi Al-Basri, then Al-Dimashqi (deceased: 774 AH) Book: Interpretation of the Great Qur'an (Ibn Kathir) Surat Al-Takwir, vol. 8/p. 33, Editor: Muhammad Hussein Shams al-Din, Publisher: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Muhammad Ali Baydoun Publications - .Beirut, first edition - 1419 AH

[11]-سورت النحل:۵۸،۵۹-

Surat An-Nahl: 58,59.

[12]-حضرت مفتی عثمانی،آسان ترجمہ قرآن،سورت النحل:57،ج2/ص832،ناشر:مکتبہ معارف القرآن،کراچی۔

Hazrat Mufti Usmani, Asan, Translation of the Qur'an, Surat An-Nahl: 57, vol. 2/p. 832, Publisher: Ma'rif al-Qur'an Library, Karachi.

[13]-تفسیر عثمانی،سورت نحل:59،ج2/ص335-

Tafsir Uthmani, Surat Nahl: 59, vol. 2/p. 335.

[14]- تفسیر ماجدی:سورۂ نحل آیت: ۵۹،ص589-

Tafsir Majidi: Surah Nahl, verse: 59, p. 589.

[15]- معارف القرآن،مفتی شفیع صاحب: ۳۵۷/۵-

Ma'arif al-Qur'an, Mufti Shafi', author: 5/357

[16]- محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354هـ) الكتاب: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان،كتاب البر والاحسان،باب صلة الرحم والقطعها،ذكر ايجاب الجنة لمن التقى الخ،ج2/ص190/الرقم446،ترتيب: الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي (المتوفى: 739 هـ)حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه: شعيب الأرنؤوط،الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت،الطبعة: الأولى، 1408 هـ - 1988 م

Muhammad ibn Hibban ibn Ahmad ibn Hibban ibn Muadh ibn Ma'bada, Al-Tamimi, Abu Hatim, Al-Darimi, Al-Busti (died: 354 AH) Book: Ihsan fi Taqreeb Sahih Ibn Hibban, Book of Righteousness and Ihsan, Chapter on Connecting the Family and Severing It, Mentioning the Obligation of Paradise for the One Who Pious, etc., Part 2 / p. 190 / No. 446, arranged by: Prince Alaa Al-Din Ali bin Balban Al-Farisi (died: 739 AH). Verified and his hadiths included and commented on by: Shuaib Al-Arnaout, Publisher: Al-Risala Foundation, Beirut, Edition: First, 1408 AH - 1988 AD.

[17]- أبو يعلى أحمد بن علي بن المثُنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (المتوفى: 307هـ) الكتاب: مسند أبي يعلى،مسند عقبة بن عامر الجهني،ج3/ص299،الرقم1764،المحقق: حسين سليم أسد،الناشر: دار المأمون للتراث – دمشق،الطبعة: الأولى، 1404 – 1984

Abu Ya'la Ahmad bin Ali bin Al-Muthanna bin Yahya bin Issa bin Hilal Al-Tamimi, Al-Mawsili (deceased: 307 AH) Book: Musnad Abu Ya'la, Musnad Uqba bin Amer Al-Juhani, vol. 3/p. 299, No. 1764, editor: Hussein Salim Asad, publisher: Dar Al-Ma'mun for Heritage - Damascus, first edition, 1404 - 1984

[18]- صحيح البخاری، باب رحمة الولد، كتاب الأدب، حدیث نمبر: ۵۹۹۵۔ صحیح مسلم، باب فضل الإحسان إلى البنات، حدیث نمبر: ۱۴۷-۲۶۲۹،۔

Sahih ـSahih Al-Bukhari, Chapter on the Mercy of a Child, Book of Manners, Hadith No.: 5995, ـMuslim, Chapter on the Virtue of Being Kind to Daughters, Hadith No.: 147-2629,

[19]- محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ) الكتاب: سنن الترمذي، باب ما جاء في النفقة على البنات والأخوات،ج4/ص320/الرقم1816،تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر (جـ 1، 2)،ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ 3)،وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ 4، 5)،الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر،الطبعة: الثانية، 1395 هـ - 1975 م

Muhammad bin Isa bin Sura bin Musa bin Al-Dahhak, Al-Tirmidhi, Abu Issa (deceased: 279 AH) Book: Sunan Al-Tirmidhi, chapter on what is said about maintenance for daughters and sisters, vol. 4 / p. 320 / no. 1816, investigation and commentary: Ahmed Muhammad Shaker (vol. 1, 2)), Muhammad Fouad Abdel Baqi (vol. 3), and Ibrahim Atwa Awad, the teacher at Al-Azhar Al-Sharif (vol. 4, 5), Publisher: Mustafa Al-Babi Al-Halabi Library and Press Company - Egypt, Second Edition, 1395 AH - 1975 AD.

[20]- محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى: 516هـ) الكتاب: شرح السنة،كتاب البر والصلة،باب ثواب كافل اليتيم،ج13/ص44/الرقم3456،تحقيق: شعيب الأرنؤوط-محمد زهير الشاويش،الناشر: المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت،الطبعة: الثانية، 1403هـ - 1983م

Revival of the Sunnah, Abu Muhammad al-Hussein bin Masoud bin Muhammad bin al-Farra' al-Baghawi al-Shafi'i (died: 516 AH), book: Explanation of the Sunnah, Book of Righteousness and Connection, Chapter on the Reward of the One Who Supports an Orphan, vol. 13/p. 44/number

3456, edited by: Shuaib Al-Arnaout - Muhammad Zuhair Al-Shawish, Publisher: The Islamic Office - Damascus, Beirut, second edition, 1403 AH - 1983 AD.

21- أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ) الكتاب: شعب الإيمان،حقوق الأولاد والأهلين،ج11/ص137/الرقم8299،حققه وراجع نصوصه وخرج أحاديثه: الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد،أشرف على تحقيقه وتخريج أحاديثه: مختار أحمد الندوي، صاحب الدار السلفية ببومباي – الهند،الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند،الطبعة: الأولى، 1423 هـ - 2003 م

Ahmad bin Al-Hussein bin Ali bin Musa Al-Khusrawjerdi Al-Khorasani, Abu Bakr Al-Bayhaqi (deceased: 458 AH) Book: People of Faith, Rights of Children and Parents, vol. 11 / p. 137 / No. 8299, verified and revised its texts and produced its hadiths: Dr. Abdul Ali Abdul Hamid Hamid, supervised its verification and graduation His hadiths: Mukhtar Ahmad Al-Nadawi, owner of the Salafi House in Bombay - India, Publisher: Al-Rushd Library for Publishing and Distribution in Riyadh in cooperation with the Salafi House in Bombay, India, Edition: First, 1423 AH - 2003 AD.

22- مولانا محمد منظور نعمانیؒ، معارف الحدیث، نکاح اور شادی کی ذمہ داری، ج6/ص281،280، ناشر: دارالاشاعت، کراچی، پاکستان۔

Mawlana Muhammad Mantur Nomani, Ma'arif al-Hadith, An Orshadi Marriage with a Dhimā Dari, vol. 6/p. 280, 281, Publisher: Dar Al-Isha'at, Karachi, Pakistan.

23- سنن ترمذی، باب ماجاءاذاجاءکم من ترضون دینہ وخلقہ الخ، حدیث نمبر:۱۰۸۴۔

Sunan Tirmidhi, Chapter: When there comes, how many people whose religion and character are pleasing to you, etc., Hadith No.: 1084.

24- سورت الروم: ۲۱

Surat Al-Rum: 21

25- تفسیر ماجدی: ۲۴۴/۵

Tafsir Majidi: 5/244

26- معارف القرآن، مفتی شفیع: سورت روم: 21، ج6/ص736-

Knowledge of the Qur'an, Shafi'i Mufti: Surat Rum: 21, vol. 6/p. 736.